لغایت صفحہ ۱ لایق ملاحظہ علماء - و صفحہ ۱ لغایت لایق توجہ گورنمنٹ و روساء

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم
جلد دوم
بابت ذی الحجہ ۶ھ
دسمبر ۸۹ء

جس کے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت ہین جنکا … حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

نیچریہ کی اسلام سے مخالفت اور انکے الزام کی ضرورت

حضرات نیچریہ کی خیالات و مقالات کی نسبت لوگ دو قسم کے خیالات رکھتے ہین ایک فریق تو انکو بہر موافق اسلام یا اصل اصول اسلام خیال کرتے ہین [illegible] کہتے ہین کہ سید احمد خان صاحب اس فرقہ کے مجتہد اور اس مذہب کے مجدد و نبوت محمدیہ کی مقر بلکہ مثبت ہین تو پھر انکے مقابلہ مین بحث اثبات نبوت کا کونسا موقع ہے - اور وہ معاشرت کو مذہب سے خارج کرنے مین دوامی استحکام اسلام مدنظر رکھتے ہین تو پھر اس مسئلہ مین انکا مقابلہ مقابلہ اسلام نہین تو کیا ہے و علے ہذا القیاس وہ سید احمد خان صاحب کی ہر بات کی تصویب کرتے ہین اور ہماری معارضات کا تخطیہ اس خیال کے لوگ نہایت کم ہین اور جو ہین وہ کیا تو در پردہ نیچری ہین یا نیچری ہونیکا ارادہ رکھتے ہین یا نیچری اصول و اسلامی اصول دونون سے ناواقف ہین دوسرا فریق ان خیالات و مقالات کو اس تک بر خلاف اسلام اور ان لوگون کو اسلام کے مخالف اور مسلمانون سے اجنبی و خارج جانتے ہین کہ انکے جواب و خطاب کو ضروری نہین سمجھتے اور انکا نام دفتر اسلام سے خارج کرکے ان کیطرف سے مطمئن ہو بیٹھے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ جیسے ہنود - یہود - نصاری - بدہ وغیرہ فرقے مخالف اسلام ہین ویسے ہی یہہ بھی ہین پس انکی مخالفت کا اسلام کو کیا اندیشہ ہے اور انکی معارضہ و مقابلہ کی کیا ضرورت ہے ایک صاحب ضلع شاہ پور پنجاب سے لکھتے ہین کہ صدہا فرقے یہود - نصاری بدہ وغیرہ دنیا مین پائے جاتے ہین ہم کس کس کا مقابلہ و معارضہ کرسکتے ہین پس انہی کی فہرست مین نیچریہ کا نام

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

بہی درج کرنا چاہے اور اُنکا مقابلہ چہوڑکر جن مسائل مہمہ و اسرار شرعیہ سے پہلے اشاعة السنة مین بحث
ہوتی اُنہی سے بحث کرنا چاہے۔ ایک صاحب ضلع ساگر سے لکہتے ہین کہ مدراسیون کے نزدیک
نیچریون کا خطاب و جواب محض فضول ہے اور بجائے اِسکے بحث اتباع سنت و تقلید نہایت مناسب و
مقبول ہے ایک مولوی صاحب نے بالمشافہ مجہسے کہا کہ نیچریون کے کفریات کو مسلمان کب سنتے
تہے اور اِنسے کیا ضرر و نقصان اُٹہا سکتے۔ تمنے خود اِنکے کفریات کو شہرہ آفاق کردیا اور اِنکو اشاعة
السنة مین درج کرکے مسلمانون کو اِن مطالعہ پر برانگیختہ کیا۔ پہر اِسکے رد و جواب سے متعرض ہوکر اِنکے
وقعت کو ظاہر کیا۔ قول باطل کیطرف التفات نکرنے مین اسکا اضمحلال و اخمال متصور ہے۔ اور اِنکے رد و
تعرض مین اسکی وقعت و اشاعت متیقن۔ اسی نظر سے امام احمد حنبل نے اہل بدعت کی رد مین کچہہ
تصنیف نہین کیا۔ اور جسنے کچہہ اسمین تالیف کیا اسپر انکار متوجہ فرمایا اس خیال کے لوگ بکثرت
ہین بلکہ [illegible] ہندوستان کے علماء [illegible] مبتلا ہین اور اسی خیال کے
[illegible]
سبب تمام ہندوستان سید احمد خانصاحب کے جواب و خطاب سے سنسان ہو رہا ہے اوائل مین
جناب حاجی سید علی بخش خانصاحب و جناب مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب و جناب مولوی محمد علی صاحب
نے کچہہ کچہہ جناب ممدوح کی خدمت گذاری کی ہے مگر اخیر کو ہی صاحبون نے مہر سکوت لبون پر لگالی ہے
اب انکی کسی بات کو کوئی نہین اوٹہاتا اور انکی ایسی باتون پر (کہ "منکر نبی کافر نہین"۔ "منکر جملہ کتب الہامی کافر
نہین"۔ "منکر جمیع احکام شرعی کافر نہین") پربہی کسی کے دلمین جوش مذہبی پیدا نہین ہوتا اسکا سبب و منشاء
یہی ہے کہ اِن حضرات نے سید احمد خانصاحب کی کفر پر اتفاق کرکے انکے فتوی تکفیر کو جا بجا مشتہر کردیا ہے
اور بجائے جواب اِن کفریات کی اسی تکفیر کو کافی سمجہہ لیا ہے اب وہ ان کفریات کی ضرر کا کچہہ اندیشہ
نہین رکہتے اور اِنکے ردّ و جواب کی کچہہ ضرورت نہین سمجہتے ہمارے نزدیک اِس خیال مین
کئی غلطیان ہین جیسا کہ خیال اول سراسر غلط و غیر صحیح ہے یہہ مضمون دونون فریق کی غلطی کا اظہار
کرتا ہے اور نیچریہ کی اسلام سے مخالفت ثابت کرکے اِنکی بحث و الزام کی ضرورت کا ثبوت دیتا ہے
فریق اول کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ ہرچند اس فرقہ کے مجتہد و اس مذہب کے مجدد آنرایبل

سید احمد خان صاحب بہادر سی آئی ظاہراً اسلام کا دم بھرتے ہین اور زبان سے نبوت محمدیہ کا اقرار کرتے ہین مگر درحقیقت وہ اصول اسلام کے پورے مخالف ہین اور قیود نبوتیہ و اسلام کے اوٹھانیکی درپے ہین مینے سالہا سال اصول نیچریہ کو اصول اسلامیہ سے ملاکر دیکھا پر کہین موافقت کا نشان نہ پایا جہان دیکھا مخالفت کا اثر دیکھا - اس مخالفت کی تفصیل اس مختصر مضمون مین کہان ممکن ہے ونیز اس تفصیل کا کفیل تمام رسالہ اشاعة السنہ ہے اسمقام مین اہمات اصول اسلام مین آپ کی مخالفت کا اظہار کرتا ہون اور انکی تسلیم و اسلام کی حقیقت بتاتا ہون واضح ہو کہ اہمات اصول اسلامیہ بلکہ جمیع ملل و ادیان سماویہ دو ہین (۱) اقرار توحید باری - (۲) اعتراف نبوت نبی اور آپ کو دونون اصل سے خلاف ہے اصل اول سے آپکا یہہ خلاف ہے کہ آپکے نزدیک اقرار وجود باری ضروری و شرط نجات نہین ہے پس ضرورت توحید جو اقرار وجود باری کی فرع ہے آپکے نزدیک کہان باقی رہتی ہے اس سے ہمارا مدعا یہہ نہین ہے کہ آپ خود وجود باری کا اقرار نہین کرتے ہین بلکہ مقصود اس سے یہہ ہے کہ جو لوگ یہہ اقرار نہین کرتے انکو آپ ایسا برا نہین سمجھتے بلکہ منکر وجود باری کو صاف ناجی و جنتی بتاتے ہین اور انکے انکار کو اپنے انکار کی آڑ مین چھپاتے ہین اور اسکو انکار دلیل پر محمول فرماتے ہین تو گویا آپ انکو اس انکار پر بچاتے ہین اور اقرار وجود باری کی ضرورت کو اوٹھاتے ہین - اسکی پوری مناسب نظیر یہہ ہے کہ ایک شخص برملا چوری کرتا ہے اور چوری کرنیکا مدعی ہے دوسرا شخص اسکو کہتا ہے کہ تو چور نہین ہے اور یہہ کام جو تو کرتا ہے چوری نہین کہلاتا - یہہ کہنا اسکا بعینہ چوری کرانا ہے - اور اس چوری کو صحیح و جائز کر دینا - رہا یہہ امر کہ واقعہ مین کوئی شخص وجود باری سے انکاری ہے (جس سے ہمارا سچ معلوم ہو) یا دنیا مین جو ہے اقراری ہے (جس سے جناب ممدوح کا صدق متصور ہو) سو محتاج بیان نہین ہے ہر دیار و اعصار مین منکرین وجود باری چلے آتے ہین اور ہر زمانہ کی تواریخ مین ہم دہریہ کا ذکر پاتے ہین شائد ان تواریخ و نقول کو جناب ممدوح افترا بتاوین اور دہریہ زمانہ گذشتہ کو انکار وجود باری سے آپ بری فرماوین لہذا مین اپنے زمانہ کے دہریہ منکرین وجود باری

✝ یہہ امر آپکے تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ مین سرزد ہوا ہے جسکی نقل اشاعة السنہ نمبر ۱۱ مین ہو چکی ہے حاشیہ

گو پیش کرتا ہون اور اس زمانہ مین صدہا منکرین کا جو خدا کا نام سنتے ہی تبرّے بولتے ہین نشان
دیتا ہون † جناب والا جب اس دفعہ کے موسم گرما مین سملہ پر تشریف لاوین تو قصبہ قادیان ضلع
گورداسپور مین قدم رنجہ فرماوین وہان کے بہت سے باشندگان کو (جو ایک ملی کے اغوا سے مرید ہوگئے
ہین اور برسر بام وجود باری سے انکار کرتے ہین بلکہ خدا اور رسولون کو برملا گالیان دیتے ہین چنانچہ
اس نواح کے مسلمان انپر نالش کرنے کو بہی مستعد ہین) اپنی آنکہہ سے دیکہہ لین اور انکا انکار کان سے
سن لین شاید ان لوگون کے انکار و اصرار پر بہی آپ پردہ ڈالین اور اسکو اس تاویل سے سنبہالین
کہ اگرچہ یہہ زبان سے انکار و دشنام سناتے ہین پر دل سے خدا واحد پر ایمان رکہتے ہین اور جنتی
و ناجی ہونے کے لئے اسیقدر دلی اقرار (گو زبان سے انکار نکلے) کافی ہے چنانچہ پرانے دہریے کے
حق مین آپ ایسا کہہ چکے ہین اس صورت مین بہی آپ اصول کے موافق نہین بنتے اور انکار
وجود خدا کی تحریر سے بہی نہین ہو سکتی [illegible]
ہی انکار کو قایم کرتا ہے اسکی نظیر یہہ ہے کہ ایک شخص اپنے باپ سے زبانی انکار رکہتا ہے بلکہ اسکے
ڈاڑہی پکڑ کر ایک دو دہپڑ بہی لگا دیتا ہے اور دل سے یہہ جانتا ہے کہ وہ شخص اسکا باپ ہے۔ ایسے
شخص کو دلی اقرار کی نظر سے جو کوئی باپ کا مطیع فرزند کہے اور اسکے انکار کو اقرار قرار دے وہ گویا
اسکو انکار سکہاتا ہے و نافرمانی و ناخلفی کے راہ بتاتا ہے۔ دلی اقرار کو ظاہری انکار کی حالت مین
خدا نے بے اعتبار ٹہرایا ہے اور زبان سے انکاریونکو (گو دل سے اقراری ہون جیسے فرعون۔
نمرود وغیرہ) کافر فرمایا ہے۔ اور اگر دلی اقرار (باوجود زبانی انکار کے) موحد و ناجی و اقراری ہونیکے
لئے کافی ہوتا تو خدا تعالی کسیکو کافر نکہتا کیونکہ بقول جناب کوئی دل اس دلی اقرار سے خالی نہ تہا بلکہ
اس صورت مین لوگون سے اس اقرار کا طالب ہونا اور اس کام کے لئے پیغمبرون کا بہیجنا ضروری
نہ تہا بلکہ عبث و باطل و تحصیل حاصل۔ یہہ بات ایسے موہنہ سے نکلسکتی ہے جو دل سے خدا کا قائل نہین
ہے اور اسکی نزدیک مسئلہ توحید و مذہب ایک افسانہ ہے اور اسکا اظہار مین دعوی توحید اہل توحید کے

† یہہ تاویل جناب انکار دہریہ قدیم کی نسبت اسی پرچہ ذی قعدہ مین ہے۔ اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ مین منقول ہے) حاشیہ

بہکانے اور توحید سے ہٹانے کے لئے ایک ذریعہ و بہانہ ہے آپ کے منکرین وجود خدا کو قایل بتانے
اور اُنکے انکار کو چھپانے اور اسکو عین اقرار ٹہرانے سے آپ پر بہی یہہ شبہ پڑتا ہے اور آپکا برملا نیچری ہونیکا
ادعا اس شبہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ اصلی نیچرل اسٹ ہی وجود خدا کے قائل نہین ہین چنانچہ اخبار تیرہوین
صدی کی پرچہ نمبر ۲۲ بابت شوال ۱۲۹۶ھ مین اس فرقہ کے خیالات و اعتقادات خوب مفصل ہین۔ **اصل**
دوم سے آپکا خلاف کئی وجہ سے ہے **وجہ اول** یہہ اگرچہ آپ لفظ نبوت کو مانتے ہین پر نہ
اُنکے معنے سے جو انبیا سے مخصوص ہین (یعنے غیب الغیب سے انپر وحی و القا ہونا۔ یا بواسطہ جبرائیل امین
انکی اصلی صورت مین یا بشکل انسان خدا کا کلام و پیام انکو پہنچنا) بلکہ اون معنے کو جو افلاطون و ارسطو
و بیکن وغیرہ فلاسفرون مین پائی جاتی ہین۔ بلکہ اسوقت کے دانا ہنود و انگریزون مین بوجہ احسن متحقق ہین
اور خود بدولت سب سے بڑہکر اسکے محل ہوسکتے ہین اور آپکے مقلد آپ کو اس[+] معنے کر نبی کہتے ہین (یعنے
قانون قدرت مین عقل کو لگانا ایس جو مناسب حال [illegible] نیچر عقل مین آوے [illegible] لوگون کو بتانا۔
تفصیل اون اصلی [illegible] نبوت کی بحث نبوت مین ہوگی اور جن معنے کر آپ اور آپکے احباب نے نبوت کو
مان رکہا ہے اسکے تفصیل نمبر ۴ مین بصفحہ ۱۰۶ و نمبر ۷ مین ۲۱۸ اور نمبر ۱۰ مین بصفحہ ۲۸۷ ہوچکے ہین۔
وجہ دوم یہہ کہ آپ اعتراف نبوت نبی کو ضروری و شرط نجات نہین جانتے بلکہ محض استحبابی و استحسانی
امر خیال کرتے ہین جس کا حکم یہہ ہے **من فعل فقد احسن و من لا فلا حرج** یعنے جس نے
کیا اچہا کیا جسنے نکیا وہ مرتکب جرم مستوجب سزا نہوا۔ گویا آپکے تحقیق و اعتقاد مین نبی کا ماننا ایسا
استحبابی امر ہے جیسے مسلمانون کے نزدیک ڈہیلے سے استنجا کرنیکے بعد پانی سے استنجا کرنا یا وضو مین اعضا کو
تین تین بار دہونا ایسا واجبی ضروری نہین ہے جیسے خدا کا ماننا ہے۔
پہلے تو آپنے اس ضرورت سے حکمائے فلاسفہ ہی کو مستثنیٰ فرمایا تہا چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ مین
بصفحہ ۱۱۶ وغیرہ ذکر ہوچکا ہے **اب** اس فیض کو عام کردیا ہے اور کس و ناکس کو (جاہل سے جاہل
و کودن سے کودن کیون نہو) اس ضرورت سے مستثنیٰ کردیا ہے اور صاف حکم دیدیا ہے کہ وہ

+ اس معنے کر آپ کی ایک خلیفہ نے آپ کی کارروائی کو نبوت کہا ہے چنانچہ اصل کلام خلیفہ مذکور اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ مین بصفحہ ۱۸۱ منقول ہے ۱۲

شخص (یعنے خواہ کوئی ہو حکیم خواہ جاہل - احمق ہو خواہ عاقل چنانچہ تعمیم لفظ اسپر ناطق ہے) جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو - نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو اور صرف خدا واحد پر یقین کہتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان ومحمدی و ناجی ہے"۔

اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کا منکر جو کوئی ہو گو خدا واحد کو مانے اور اونچے پہاڑ پر چڑہکر توحید کا اظہار کرے وہ کافر ہے۔

آپ کا ضرورت تسلیم نبوت کو اوٹہانا تہذیب الاخلاق ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کے نمبر ۲ - اور تہذیب ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۱ھ مین ہے اور حسب منشا اصل دوم انکار نبوت کا کفر ہونا نمبر ۱ اشاعۃ السنہ مین بیان ہو چکا ہے۔

وجہ سیوم یہہ کہ لطور استحباب بہی آپ نبی کو ہر بات مین نبی لائق اتباع نہین جانتے بلکہ بر طبق [illegible] اگر ایک بات مین نبی کو [illegible] بات مین نہین [illegible]۔

ہزارہا تعلیمات نبویہ کو (جو متعلق معاش ہین (جیسے کہانا پینا پہننا لینا دینا خریدنا بیچنا وغیرہ امور معاملات ومعاشرت) یکقلم نہین مانتے اور اون باتون مین اپنے تئین نبی سے زیادہ دانا سمجہتے ہین۔

اور جو تعلیمات نبویہ متعلق معاد ہین (عبادات ہون خواہ اعتقادیات) از انجملہ بہی فقط اسیکو مانتے ہین جسکو موافق عقل جانتے ہین اور جس بات کو اپنے عقل کے موافق نہین پاتے اسکو صاف رد کر دیتے ہین یا بتاویل وتحریف عقل سے اسکی تطبیق کرتے ہین اس طرح پر کہ عقل کو متبوع ٹہراتے ہین اور نبی کی بات کو اسکی تابع کرتے ہین۔

جمعہ وجماعت وحج وزکوۃ سے مستغنی ہونا ملازمان جناب کا اسی تطبیق کا نتیجہ ہے اور وجود جن وشیطان وملائکہ ودوزخ کے طوق وزنجیر وحور وقصور وحشر ونشر وحساب وکتاب کی تفاصیل سے انکار اسی تحقیق کا ثمرہ ہے۔

اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کی ہر بات کو متعلق معاش ہو خواہ متعلق معاد موافق عقل ہو

خواہ خارج از عقل بدل مانین اور طوق اطاعت نبی گردن مین ڈال لین -

آپ کا یہہ انکار شہرہ و بیارہ اعصار ہے بلکہ تہذیب والانشا و تفسیر طبعزاد کا اسے پر مدار ہے اور بعض ملفوظات جناب متضمن انکار اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ و ۱۰ مین نقل ہو چکے ہین - اور حسب منشاء اصل دوم نبی کا ان جملہ امور مین واجب الاتباع ہونا تمام قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسکی تفصیل و شرح ہے جو ہماری بحث اثبات نبوت وبحث مذہب و معاشرت مین ہو رہی ہے -

جب ان دونون اصل اصول اسلام سے آپکا یہہ خلاف ہے - تو آپ کی مخالف اسلام ہونیمین کسکو جائے اختلاف ہے - اس خلاف کے ساتہہ اقرار اسلام انکار کے برابر ہے - بلکہ ضرر کے لحاظ یہہ اقرار انکار سے بڑہکر بدتر - یہود و نصاری وغیرہ منکرین اسلام سے اسلام کو وہ ضرر نہین پہنچتا جو ان حضرات مقرین سے پہونچ رہا ہے چنانچہ تفصیل اسکی بضمن اظہار اغلاط فریق دوم عنقریب آتی ہے بنا بران علیہ انکے خیالات و مقالات مخالفہ اسلام کا مقابلہ عین احیا و حمایت اسلام ہے - اور انکا الزام و معارضہ نصرت دین بلا کلام -

اسی نظر سے اس عاجز نے ایک مدت سے اپنے مخالفین فی الفروع کے خطاب و جواب سے قلم اوٹہاکر ان حضرات کی بحث و الزام کو اپنا فرض ٹہرالیا ہے - پہر اسمین بہی اون مباحث کو مقدم کیا ہے جنمین انکے اصول مخالفہ اسلام کی بیخ کنی متصور ہے - (اعنی اثبات نبوت وبحث مذہب و معاشرت -)

ایسا ہے اور اعیان و اکابر دین و روسا مسلمین کو لازم ہے کہ اسوقت جوش مذہبی کو کام مین لاوین اور حمیت محمدیہ ظاہر کر دکہاوین جو کچہہ کسی سے انکے مقابلہ مین تحریر آیا تو پڑا ین پڑے اس سے دریغ روا نرکہین -

مین اپنے ہمعصر اخبار تیرہوین صدی کے مہتمم اوڈیٹر کا دلسے شکریہ ادا کرتا ہون اور انکی اس ہمت مردانہ پر ستائش کرتا ہون جنہون نے ان حضرات کے رد مین ایسا نادر اخبار باستقلال جاری کیا ہے

اور کس ناکس مخالف وموافق کو اپنے شیرین مقالی ونازک خیالی پر فریفتہ کرلیا ہے - پھر دوسری وجہ اخبار جریدہ روزگار مدراس - اور نصرت الاخبار دہلی کے اڈیٹرون کی بھی ستائش کرتا ہون جو کبھی کبھی اپنے اخبارون مین ان حضرات کی مفاسد خیالات پر لوگون کو متنبہ کرتے ہین اور حمیت اسلام کی داد دیتے ہین - خدا کرے ایسے حمیت اور روسا وعلما - دہلی - مرادآباد - کانپور - لکھنو - عظیم آباد - بھوپال - وغیرہ بلاد کے دلونمین بھی پیدا ہو اور ان مواضع سے بھی مستقل اخبار ورسائل اس فرقہ کی رد مین شائع ہون - آمین ثم آمین -

فریق دوم کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ اگرچہ نیچریہ کے مخالفۃ تو اسلام سے ویسی ہی ہے جیسی ان لوگون نے سمجھہ رکھی ہے ولیکن اس مخالفت کی ضرر کا علاج وہ نہین ہے جو انہون نے تجویز کیا یعنی کافر کہکر خاموش ہو بیٹھنا اور انکی کسی بات کی طرف التفات نہ کرنا - اور نہ جواب دینا - صاحبو - یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ تمہارے فتوے تکفیر کے سبب لوگ انسے مجتنب رہین اور انکی تحریرون وتقریرون کو پڑھ سنکر گمراہی مین نہ پڑین خصوصًا ایسی حالتمین کہ وہ تحریرات آیات واحادیث پر (گو معنے انکے کچھہ ہون اور یہہ لوگ بتاویل وتحریف اپنے مدعا کے موافق اور کرتے ہون) مشتمل ہوتے ہین - اور اس فرقہ کے اعیان واکابر عروج دنیاوی مین کمال رکھتے ہین - اون آیات واحادیث کو دیکھہ کر ہر کس وناکس ان تحریرات کو دیکھتا ہے اور انکے دام مغالطات مین پھنس جاتا ہے اور بہت لوگ بطمع دنیاوی انکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور تمہارے فتوی طاق پر دھرے رہجاتے ہین - طمع دنیا وہ بلا ہے جسکے سبب بہت لوگ مشن کے سکولون مین انجیلین پڑھتے ہین آخر رفتہ رفتہ کرسچن ہوجاتے ہین - تہذیب الاخلاق کے پڑھنے اور اس مذہب مین داخل ہونیسے تو سوائے بپتسما لینے وکرسچن ہوجانے کے بھی کچھہ ہو جانا ممکن ہے اس صورت مین انکے خیالات ومقالات کی تفصیلی رد ضروری ہے - اور مجرد فتوی تکفیر اس فساد کی انسداد کے لئے کافی نہین ہے - اور **اس فریق کا یہہ خیال** کہ جیسے اور فرقے یہود - نصاری وغیرہا اسلام کے مخالف ہین ویسے یہہ بھی ہین انسے اسلام کو کیا ضرر پہنچ سکتا ہے

[illegible] عیسائی ہون - اور جو کچھہ عیسائی کرتے ہین سو کرین ۱۲

دوسری غلطی ہی - اِن لوگونکی مخالفت یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ضرر کی لحاظ سے بڑھکر ہے -
یہود و نصاریٰ کی مذہبی بات عوام مسلمان کب سنتے ہین اور مجرد اس علم سے کہ وہ شخص یہودی ہے یا نصرانی اسکی دام مین
کب پہنستے ہین بخلاف اِن حضرات کی جو مسلمان کہلاتے ہین اور قرآن و حدیث تاویل و تحریف سے اپنے خیالات کی
تائید مین پیش کرتے ہین اِنکی دعوت و منادی کو ہر کوئی سنتا ہے - پہر جسکو اصلی معانی آیات و احادیث پر اطلاع نہین
ہوتی وہ وہین پہنس جاتا ہی خصوصاً بیعلم موحدین[†] جو تقلید کو ترک کر بیٹھے ہین اور قرآن و حدیث کا علم نہین
رکہتے - اِنکی حق مین انکا ضرر اس درجہ کو پہونچ گیا ہے جس کا اثر ارتداد کی سوائے اور کچھ نہین ہے - اور اس
فریق کا یہہ خیال کہ اگر خیالات نیچریہ اشاعۃ السنۃ مین درج نہوتے تو خودبخود مضمحل ہو جاتے **تیسری غلطی ہے**
اور ناواقفی واقعات دنیا پر مبنی ہے - اشاعۃ السنۃ مین ان مضامین کا اندراج ربیع الاول ۱۲۹۶ھ ہجری سے ہوا ہے
اور تہذیب الاخلاق ۱۲۸۸ھ ہجری سے شائع و شہرۂ آفاق ہو رہی ہے اور خاص طور پر ان خیالات کی تعلیم
و اشاعت اس سے بہی پہلے ہے جبکہ از مدت سید احمد خان صاحب بہادر کے اعتقاد قدیم مین فرق آگیا ہے -
اب اعتقاد قدیم [illegible] اور اس سے
اسبات کا (کہ پہلے آپ کیا تہے اور اب کیا بن گئے ہین) اندازہ کر لے لیے اس **فریق کا یہہ قول** کہ قول باطل کیطرف
توجہ نکرنیسے اسکا اضمحلال و اخمال متصور ہے بیشک صحیح ہے لیکن اُسوقت تک اور اُسی حالتمین کہ اس قول کا انتشار و رواج
نہوا ہو - اور جب اسکی شہرت ہو جاوی تو پہر اسکا اضمحلال بدون صریح رد و ابطال ناممکن ہے - اور امام احمد بن حنبل رح
کا قول بہی اسی حالت عدم اشتہار پر محمول ہے چنانچہ **امام غزالی نے** رسالہ منقذ من الضلال مین فرمایا ہے

کہ امام احمد نے جو حارث محاسبی کی تصنیف کو معتزلہ کی رد مین مکروہ سمجہا ہے تو وہ اس شبہہ معتزلہ کی نسبت	وماکرهه احمد حق ولکن فی شبهة لم تنتشر ولم تشتهر فاذا انتشرت فالجواب عنها واجب

جو منتشر نہوا ہو - اور جو شبہہ منتشر ہو جاوے اسکا جواب دینا واجب ہے - **بالجملہ اس بیان سے** دونون فریق کی
غلطی کا اظہار ہوا - اور اسبات کا کافی ثبوت گذرا کہ نیچریہ پوری اسلام کے مخالف ہین - اور انکے الزام کی سخت
ضرورت ہے اس سے ایک یہہ نتیجہ بہی پیدا ہوا - کہ جن مضامین سے اب اشاعۃ السنۃ مین بحث ہو رہی ہے (یعنی اثبات نبوت
و مذہب و معاشرت) اِن مضامین سے بحث کرنا اسوقت نہایت ضروری امر ہے اور یہہ بحث مسائل فرعیہ رفع یدین

† اس قید مین یہہ اشارہ ہے کہ موحدین اہل علم کو اونکا کچھ ضرر نہین پہنچا ۱۲

وآئین مالہجر سے مقدم واولیٰ تر ہے۔ پس بدست آویز اس نتیجہ کے مین ناظرین وخریداران اشاعۃ السنہ سے جو جواب
ادلہ کاملہ کی بہت شائق ہین قدرے مہلت چاہتا ہون اور احباب کا خواستگار ہون کہ تا اختتام بحث اثبات
نبوت یا بحث مذہب معاشرت انتظار واصطبار فرماوین۔ اور اپنے طبائع کو جو فروعی جھگڑونکی نظارہ کی خوگر ہو رہے
ہین مباحث اصول مہمہ کی مطالعہ کیطرف متوجہ کرین۔ اور احباب کو یہی خیال مین لاوین کہ اہلحدیث موحدین متبعین
سنت سید المرسلین مذہب اعتدال پر ہین جو مذہب نیچریہ ومقلدین مین حد اوسط وبرزخ ہے۔ اور بحکم خیر الامور
اوسطہا بصفت خیریت متصف ہین۔ پس بحکم آیت سرسر بشارت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس دونون جانب افراط
وتفریط کی خبر گیری اسکا فرض ہے۔ کیا معنے کہ مقلدین اختیار تقلید مین ایسی تفریط مین ہین کہ وہ اقوال فقہا
کے سامنے قرآن وحدیث کی بہی نہین سنتے اور بے سوچے بن سمجھے ہر کسیکی بات مان لیتے ہین۔ اور نیچریہ انکار تقلید
مین ایسی افراط مین پڑ گئے ہین کہ خدا ورسول کی بہی تقلید نہین کرتے۔ اور جو بات خدا ورسول کی انکی عقل مین
[illegible]
رکہتے ہین (خدا ورسول کی تقلید کے اقراری ہین۔ اور انکے سوائے اورون کی تقلید سے انکاری) دونون
فریق کی فہمائش واصلاح لازم ہے۔ پہر جو اہم ومقدم ہو اسکی رعایت الزم۔ اور چونکہ مقلدین کی تفریط سے
اسلام کا وہ ضرر ونقصان نہین ہے جو نیچریہ کی افراط سے ضرر ہے اسلئے نیچریہ کی فہمائش مقلدین کی فہمائش سے مقدم ہے

مذہب ولامذہبی

مسئلہ مندرجہ عنوان مین ہم تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہین۔ جسکی اس پرچہ مین گنجائش نہین باقی وہ تفصیلی بحث
ہم آئندہ پرچہ مین کرینگے اس مقام مین اسکا اجمال ناظرین کو سناتے ہین اور اس تفصیل کا شوق دلاتے ہین۔
آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر اور انکی حواریین لامذہبی کو پسند فرماتے ہین۔ اور لامذہبون کو بہت سراہتے
ہین۔ اور مذہب واہل مذہب خصوصاً اہل اسلام کی بہت مذمت فرماتے ہین۔ اور انکی قول وفعل واعتقاد ومعاملات کو
زور ومکر وبے اعتبار ٹہراتے ہین۔ چنانچہ غالباً ہر تحریر وتقریر ان حضرات کی اسلام واہل اسلام کی مذمت واہانت پر
مشتمل ہوتی ہے اسباب مین ہمارا یہ خیال ہے کہ دنیا مین سچائی وبہلائی کا نام ہے تو وہ مذہب اور اہل مذہب ہی مین

* مذہب سے مراد یہان مذہب حنفی وشافعی نہین ہے اور نہ لامذہبی سے ان مذاہب کا خلاف بلکہ مذہب سے مذہب عیسوی وموسوی ومحمدی مراد ہے اور لامذہبی سے ان مذاہب سے آزادی

تمام ہی - لامذہبون و آزاد منش لوگون کو سچائی و بہلائی سے کچہہ کام نہین ہی - اور اگر بظاہر کسی لامذہب
مین بہلائی و سچائی کا اثر دکہائی دیتا ہے تو وہ ساقط الاعتبار ہے - اور وہ شخص ریاکار و مکار ہے - گو
نماز و روزہ ظاہری عبادات بجالاتا ہو - اور رورو کے لوگون کو اپنے خیالات سناتا ہو - اور خدا و رسول
کیطرف اون کو بلاتا ہو - اسبات کو ہم ایسی دلیل سے ثابت کرینگے جسمین مخالفین دم نمار سکینگے -

وما توفیقی الا باللہ — وہو حسبی ونعم الوکیل

احکام مذہبی مین دست اندازی

(لائق توجہ گورنمنٹ و روسا اہل اسلام)

میرا گمان از اپیل سید احمد خان صاحب بہادر کی کارروائیون کی نسبت سچ نکلا - اور جو مینی اشاعۃ السنۃ نمبر دہم کے
صفحہ ۲۹ مین کہا تہا کہ (مذہب سے معاشرت کو خارج کرنیمین سی جناب ممدوح کی غرض یہہ ہی کہ مذہب اہل اسلام یورپین
بن جاوی - اور یورپ و ہندوستان مین کیا طرز مذہب مین اور کیا طریق معاشرت مین سرموی فرق نہی)
سو ہو بہو ظاہر ہوا - جناب ممدوح نے اس غرض کی موافق کارروائی شروع کر دی ہی - پس پہلی منجملہ احکام
معاشرت احکام وراثت [illegible] ایک قانون تجویز کیا ہی جسکا خلاصہ
یہہ ہی کہ اموال عظیمہ مسلمین موافق فرائض کتاب اللہ کی وارثون مین تقسیم نہونے پاوین - بلکہ ایک بڑے بیٹے
متوفی کی تولیۃ تصرف مین رہین - بقیہ ورثا کو موافق اس تفصیل کے جو جناب ممدوح نے برخلاف کتاب اللہ اپنی طرف سے
ایجاد کی ہی گذارے ملتے رہین - ابہی تو آپ اس قانون کو روسا و عمائد اسلام سی تسلیم کراتے ہین - پہر اسکو کونسل گورنمنٹ
آف انڈیا مین پیش کر کے گورنمنٹی حکم بنانا چاہتے ہین - چونکہ گورنمنٹ مین اسکا منظور ہونا اتفاق آرای مسلمانون
پر موقوف ہی اسلئی آپنے علیگڈہ گزٹ مین یہہ مشتہر کر دیا ہی کہ - روسا و علما نے اس تجویز سے اتفاق رای ظاہر کیا ہے
اور ہمکو بملاحظہ اخبار و رسائل یہہ معلوم ہوا - کہ بہت سی اکابر روسا و علما اس تجویز کو ناپسند کرتے ہین اور اسکو خلاف شرع محمدی
و تشریع جدید سمجہتے ہین - اور جنہون نے علما مین سی اسپر اتفاق کیا ہی وہ جناب ممدوح کی مدرسۃ العلوم کی ملازم ہین - یا پہلے
آپکے ملازم ہو چکی ہین - یا آپسے یا آپکے ہم خیال احباب سے اسی قسم کا تعلق رکہتے ہین - اور جو روسا احباب مین متفق ہوگئی ہین
انمین اکثر تو آپکے احباب ہم خیال ہین اور بعض جو اپنی مذہب پر مستقیم ہین وہ نہ اصل مسئلہ شرعی سی واقف ہین نہ جناب ممدوح کی
غرض اور اسکی اصول پر مطلع ہین - انکی سوائی اور روسا و علما واقفان مسائل مذہبی و مطلعان اغراض احمدی جناب ممدوح کی

تجویز سے مخالف مین۔ چنانچہ صوبہ بہار مین جو روسا و فضلا کا مجمع ہے بعض فضلائے اسباب مین ایک رسالہ تالیف کیا ہے جو اکابر روساء و عمائد شہر عظیم آباد پٹنہ کی فرمائش سے مطبع صبح صادق عظیم آباد مین چہپکر شائع ہوا ہے۔ ہم اسبات کے اظہار سے اکابر علماء و روساء کو اِس اختلاف سے آگاہ کرتے ہین۔ اور اپنی بیدار مغز و دور اندیش گورنمنٹ کو جو عدم دست اندازی در معاملات مذہبی کے سبب اعلی درجہ کی نیکنام ہے اور روی زمین کی ریاستون اس خوبی مین ممتاز ہے نیز اس اختلاف پر اطلاع دیتے ہین اور امید رکہتے ہین کہ جبتک تمام مسلمانون کا اس قانون کی تسلیم پر اتفاق نہوگا یہہ قانون لائق دست اندازی و منظوری گورنمنٹ ہرگز نہوگا۔ اِس قانون کی نسبت ہم بنظر نصرت دین و نصیحت و سائر مسلمین اپنی رائے بہی مفصل لکہنی چاہتے ہین جو آپکی بندیہ پرچہ مین شائع ہوگی۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری

اعلامات و ہدایات

(۱) جن صاحبون نے اعلام ماہ نومبر کیطرف توجہ فرما کر اپنی باقیات کی صفائی کی ہے ہم انکا دل سے شکر گذار ہے۔ اور جو صاحب اِسکی طرف متوجہ نہین ہوئے انکو اب آخری پیام سُنانا ہے۔ کہ اگر انہون نے یہہ پیام سُنکر بہی [illegible] ابہی ادا نہ کیا تو ماہ آئندہ سے انکا پرچہ بند ہوگا۔ پہر جبتک باقیات سابقہ سے علاوہ آئندہ ہمیشہ سال تمام کی پیشگی ادا نہ کیا کرینگے۔ کبہی انکو پرچہ نہ ملیگا۔ تجویز تو یہی تہی کہ اِن نا دہندگان کی فہرست چہاپی جاتی۔ مگر اسمین کُہلی کُہلی شکایت پائی جاتی تہی جو پسند نہین آتی۔

(۲) جلد دوم اشاعۃ السنہ خدا کی عنایت و توفیق سے تمام ہوئی اِسلئے اس جلد کی فہرست اس نمبر کے ساتھ چہاپی گئی ہے۔ ناظرین اس جلد کو مجلد کرالین۔ اور اس فہرست کو اسکی آخر مین لگادین۔

(۳) ارسال زر قیمت اشاعۃ السنہ بذریعہ نوٹ یا ہنڈوی یا ٹکٹ موقوف کرنا چاہیے۔ اور بجائے اِسکے ڈاکخانہ مین نقد روپیہ داخل کرکے ڈاکخانہ سے منی آرڈر بہجوانا چاہیے۔ طریق داخل کرنے روپیہ کی ہدایت ڈاکخانہ سے ہوگی۔ بلکہ ڈاکخانہ سے ایک چہپی ہوئی درخواست (جسپر جملہ مراتب داخل و ارسال زر کی ہدایت ثبت ہے) بلا قیمت ملا کریگی۔ اون ہدایات کی موافق عملدرآمد کرین۔ اور دس روپیہ تک بلا اجرت دیگر خط لکہنے اور رجسٹری کرانیسے خلاصی پائین۔ جو صاحب دو تین روپیہ سے کم بہیجنا چاہین وہ اور جس سبیل سے چاہین اپنے ذمہ واری سے ارسال کرین۔

(۴) منی آرڈر ڈاکخانہ مین ہمارا نام ابو سعید محمد حسین لاہوری اور پورا نشان مقام (لاہور متصل مسجد چینی) درج کرادین اس سے ایک لفظ بہی کم ہوگا تو منی آرڈر دوسرے مولوی محمد حسین کے پاس چلا جاویگا۔

حصہ اوّل

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

وہان وہ لوگ اُترے تو اُنکو ایک ایسی جاندار چیز نظر آئی جسکا کثرت بالونکے سبب آگا پیچہا نظر نہ آتا۔ وہ بولے تو کون ہے اوسنے کہا جساسہ (خبر تلاش کرنیوالا) ہون وہ بولے کیسا جساسہ اِسنے کہا اِس صومعہ مین چلو۔ وہان ایک شخص تمہارا مشتاق ہے۔ جب اِسنے اس شخص کا ذکر کیا تو وہ ڈر گئے کہ شاید یہہ کوئی جن ہے۔ پہر جب وہان پہونچے تو ایک بڑا قوی و مضبوط انسان لوہے سے جکڑا ہوا نظر آیا۔ اُسنے اُنسے بہت سی باتین پوچہین اور اُنہوننے بتائین آخر اُسنے کہا کہ مین دجال ہون۔ قریب ہے کہ مجہے نکلنے کا اذن ہوگا۔ مین کوئی بستی نچہوڑونگا کہ اس سے پہر نہ جاؤن بجز مکہ و مدینہ کے کہ انپر قدرت نپاؤنگا ✣

یہہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ممبر پر چڑہ کر سُنایا۔ اور یہہ [illegible] اصل خبر دجال بہی کتب حدیث مین مذکور ہے۔ اور قصہ تمیم داری صحیح مسلم۔ سنن ابی داود اور جامع ترمذی مین ہے۔ اس قسم کی صدہا غیبی خبرین ہین جو آنحضرت صلعم نے بتائین۔ اور لوگون کے مشاہدہ و امتحان مین آئی ہین۔ انکی تفصیل باسند کتب حدیث مین موجود ہے۔ اور مجمل ذکر ایک چہوٹی سی کتاب شفا فی حقوق المصطفی مین بہی پایا جاتا ہے۔ طالب شائق اِن کتابونکا ملاحظہ کرے۔

اِن اخبار سے بعض (جیسے نمبر ۱۳۔ و ۱۵) ایسی خبرین ہین جنکی تصدیق ہر کسیکے لئے ممکن ہے اور انکا تسلیم کرنا ہر کسے پر لازم۔ مسلمان ہو خواہ غیر۔ اون کتابونکا (جنمین وہ خبرین مذکور ہین) معتقد ہو خواہ منکر۔ اسلئے کہ وہ خبرین اون کتابون مین قبل از وقوع لکہی گئی ہین۔ پہر موافق تحریر وقوع مین آئین اور مخالف و موافق نے مشاہدہ کر لین۔ اِنکا تسلیم کرنا نبوت کی تصدیق یا اون کتب کی تسلیم پر موقوف نہین بلکہ نبوت کی تصدیق اور اون کتب کی تسلیم اون خبرون کے بجائے خود راست ہونے کو لازم ہے۔ اسمقام مین اِنہین خبرون سے بمقابلہ منکرین نبوت استدلال و احتجاج ہوا ہے۔ چنانچہ نمبر سابق مین بصفحہ ۲۹۵ نیز اس بات کیطرف اشارہ ہو چکا ہے

اور بعضی خبرین (جیسے نمبر ۱۲ وغیرہا) از انجملہ ایسی ہی ہین جنکی تصدیق وتسلیم تصدیق نبوت وتسلیم صحت
ان کتب پر موقوف ہی۔ اُن خبرون کا ذکر کرنا ان لوگون کی مقابلہ مین نہین ہے جو نبوت محمدیہ کے
منکر ہین۔ اور ان کتب کی نقل وروایت کو جھوٹا جانتے ہین۔ بلکہ ان لوگون کے مقابلہ مین ہے جو مسلمان
ہوکر نیچری ہوگئے ہین یا نیچری ہونے کا ارادہ رکھتے ہین ومع ذالک ابہی تک قرآن وحدیث کی تسلیم صحت کا دم
مارتے ہین۔ یہہ لوگ باوجود تصدیق نبوت محمدیہ وتسلیم کتب اصول اسلامیہ (یعنے کتاب اللہ واحادیث نبویہ)
حقیقت نبوت کو (جو قرآن وحدیث سی معلوم ہوتی ہے)۔ نہین مانتے۔ اپنی تجویز سے نبوت کو فقط قانون
قدرت مین غور وفکر کرنے کا نتیجہ قرار دیتے ہین اور بلا واسطہ فکر عقل غیب الغیب سی کسی بات کا منکشف ہوجانا باطل
محال جانتے ہین۔ چنانچہ خیالات ومقالات اون لوگون کے ہم بارہا پچھلے پرچون مین خصوصًا نمبر ۹
مین بصفحہ ۲۵۹۔ اور نمبر ۱۰ مین بصفحہ ۲۸۷ نقل کرچکے ہین۔ ان لوگون کے سوجہانے اور سمجہانے کو وہ
[illegible]
ملکی طاقت کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اور ان کتب مین جنکو وہ مانتے ہین اور انسے اپنے مطلب کی
حدیثین (جیسے انتم اعلم بامور دنیاکم اور من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنے وان سرق وغیرہ) اخذ
کرتے ہین۔ انکی تفصیل ونقل موجود ہے۔ اور اس بحث اثبات نبوت مین جیسا اصل نبوت کا اثبات ہمارا
مقصود ہے۔ اور منکرین نبوت کا مقابلہ مطلوب ویساہی معنے نبوت اور اسکی حقیقت کا بیان ہمارا
مقصود ہے۔ اور ان حضرات نیم منکرین کا مقابلہ بہی مطلوب ہے۔

اب ان حضرات کو لازم ہے کہ ان اخبار کو مع اخبار قسم اول واخبار عہد عتیق وجدید جو نمبر سابق
مین خطبات احمدیہ سے منقول ہوئی ہین غور وتوجہ سے ملاحظہ فرماوین۔ اور بعد غور انصاف سی کہین
کہ جو باتین آنحضرت یا پہلے مقدس لوگون نے قبل وقوع بتائین اور موافق انکے بیان کے وقوع مین
آئین یہہ عقل سے کیونکر معلوم ہوسکتے ہین اور عقل کے دستور العمل کتاب نیچر یا قانون قدرت (جو درختون
کے پتون اور آسمان کے ستارون اور زمین کی کنارون سے عبارت ہے) کی کونسے حصہ یا صفحہ
لکہی ہوئی ہین۔ یہہ نہ بتاسکین تو حقیقت نبوت کو (جو قرآن وحدیث وکتب قدیمہ سے ثابت ہوتی

ہے) مان لین - اور نبوت کا عقل سے علاوہ فیضان غیبی ہونا جسکا اثبات اصل سادس کا نتیجہ ہے تسلیم کرلین ✣

یہہ تفصیل جو صفحہ ۲۸۶ سے یہانتک قلم مین آئی وجود تمثیل دوئم یہ بمنزلہ اِنی استدلال ہے جسمین اثر کے وجود سے موثر کے وجود کا اثبات ہوتا ہے - جیسی کسیکو بخار مین مبتلا دیکھکر اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اِسکے بدن مین اخلاط متعفنہ (جو بخار کا سبب ہوجاتے ہین) موجود ہین - اسیطرح ہمنے بعض مقدس

فیقال ھذا متعفن الاخلاط - لانہ محموم - وکل متعفن الاخلاط محموم - فھذا متعفن الاخلاط

اِنسانون کی بتائی ہوئی غیبی خبرون کو واقعی پاکر اُنکی موثر و سبب موجد (یعنے ملکہ و قوت علم غیب) پر استدلال کیا ہے - یہہ دلیل اِنی عوام فہم ہوتی ہے - گو اسمین وجہ اور کیفیت صدور اثر از موثر معلوم نہین ہوتی - اور اسباب مین بطور دلیل لِمّی بہی استدلال ممکن ہے - جسمین موثر اور سبب کی وجود سے اثر اور سبب کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے - جیسے کوئی کسی [illegible] شخص مین تعفن اخلاط کا [illegible] کرے - اور اس سے اسکی بخار مین مبتلا ہوجانے کا حکم لگادے - اسیطرح ہم نوع اِنسان مین اس قوت کا جو علم غیب کا سبب و موثر ہے مشاہدہ کرکے اسکی لئے ایسی چیزونکا جان لینا جو حواس و عقل سے خارج ہون ثابت کرسکتے ہین - گو اسکے کسے غیبی خبر کا تجربہ و مشاہدہ نکرین ✣

فیقال ھذا محموم - فانہ متعفن الاخلاط وکل متعفن الاخلاط محموم [illegible]

اس دلیل کا تفصیلی بیان کرون تو بحث طویل ہوتی ہے - ومع ذلک عامہ ناظرین سے اسکے سمجھنے کی توقع نہین لاجرم مجمل بیان پر اکتفا کرتا ہون - اور قدر ضروری معرض بیان مین لاتا ہون -

مخفی نرہے کہ علم (اشیاء حاضرہ کا ہو یا ہماری نسبت غائبہ کا) درحقیقت خداوند قیوم عالم کی صفت ہے - اور اوسکا استقلال ذاتی اور تجرد اسکا مدار ہے[1] - اوس ذات کی سوائی جہان کہین اس صفت کا وجود پایا جاتا ہے (مجردات و عقول ہون جنکے فلاسفہ معتقد ہین یا ملائکہ و نفوس قدسیہ جنکے مسلمان

[1] میزان تصحیح العاقلیۃ کون الشیٔ قائما بالذات لا بالمحل بعد تجردہٖ فی ذاتہ لا بالعمل حایل عن المادہ وغواشیہا المنغمسۃ فی الجہات الظلمانیۃ اعنی العدم والقوۃ المانعۃ عن الظہور والتعقل - (قاضی مبارک)

اعتقاد رکھتے ہین) وہان اسی قیوم حقیقی عالم کا فیضان ہوتا ہے اور انکی آئینہ ذات پر اسی نور کا عکس پڑتا ہے یہان بہی مدار اس علم مستفاد و مستعار کا وہی تجرد و استقلال ہے جو اسی قیوم کی استقلال و تجرد سے فائض ہوتا ہے - اور اسکا اثر یا ظل کہلاتا ہے - اور چونکہ یہہ استقلال مع التجرد روح کی صفت ہے نہ جسم کی - کیونکہ وہ تجرد سے عاری ہے اسلئے وہ علم جو قیوم حقیقی عالم سے فائض ہوتا ہے اسی روح کی صفت ہے نہ جسم یا آلات جسمانیہ کی جو تجرد سے عاری ہین - اور غواشی ظلمت مین جو مادہ کی لوازم سے ہے منہمک +

اور جو روح انسانی کو ہم انکہ کان ناک وغیرہ حواس کا تحصیل علم مین محتاج دیکہتے ہین اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ علم دراصل حواس جسمانی کی صفت ہے بلکہ روح کو جسم سے تعلق ہوجانا اسکا سبب ہے - جسنے روح کو ان حواس کا محتاج کردیا ہے - یہی وجہ ہے کہ جن ارواح کو اس تعلق جسم سے تجرد ہے (جیسے عقول یا ملائکہ) وہ ان حواس کے محتاج نہین ہین - اور جب اسی روح انسانی کو بدن سے تعلق نہین رہتا تو وہ بہی حواس کا محتاج نہین رہتی +

سوال وہ تعلق روح کا جسم سے کس قسم کا ہے جس سے وہ باوجود استقلال ذاتی کے حواس کی محتاج ہوجاتی ہے -

جواب وہ تعلق تدبیر و تصرف ہے جیسا بادشاہ کو ملک و رعایا سے ہوتا ہے جو باوجود استقلال و استغناء بادشاہ کے اپنے ذاتی امور مین اسکو وزیر و امیر وغیرہ ارکان دولت کا محتاج کردیتا ہے اور فقیر جسکو ملک سے کام نہین اس سے بے پرواہ ہوتا ہے +

سوال یہہ تو عامیانہ تمثیل ہے جس سے پوری تفصیل اس تعلق کا علم نہین ہوتا اسباب مین پوری تفصیل بتاؤ - اور حقیقت اس تعلق کی بیان کرو +

جواب اس تعلق کی پوری تفصیل تب بتاوین جب روح کی پوری حقیقت بیان کرین اور اسکا بیان کرنا کچھہ سہل نہین اور اسکا سمجھنا بہی ہر کسی کا کام نہین یہہ وہ امر ہے جسکی نسبت قرآن مین صاف وارد ہے - وما اوتیتم من العلم الا قلیلا - پس اگر اس باب مین کچھہ کسینے کہا ہے یا کہا جاسکتا ہے تو وہی ہے جو ہمنے بیان کیا ہے - وہی بیان علمی طور سے بدفعات ذیل ہوسکتا ہے -

دفعہ (۱) روح ایک جوہر (مستقل و قائم بالذات) ہے نہ عرض (جسکا قیام کسی محل سے ہوتا ہے

جیسی سفیدی یا سیاہی جو جسم مین قیام رہتی ہے)

(۲) وہ باوجود جوہر ہونے کے جسم متحیز قابل انقسام نہین ہے -

(۳) نہ وہ جسم مین داخل ہے نہ خارج نہ اسکے متصل نہ اس سے منفصل نہ اسکے نیچے نہ اسکے اوپر نہ کسی دوسرے جہتہ مین اسلئے کہ یہہ سب اجسام کے صفات ہین اور جب وہ جسم نہین تو ان صفتون کا بہی محل نہین -

(۴) بلکہ اسکو جسم انسانی اور خاصکر اس جسم لطیف بخاری سے جو خون سے پیدا ہوتا ہے اور طبیبونکی اصطلاح مین وہ روح حیوانی کہلاتا ہے - ایک تعلق خاص ہے جسکو ہمنے تعلق تدبیر تعبیر کیا ہے -

اس تعلق کی حقیقت تو ویسی ہی مجہول ہے جیسی روح کی - پر اسکا لازمہ اور اثر یہہ ہے کہ وہ اس تعلق کے سبب جسم کی تربیت و اصلاح کرتی ہے - اور جس امر کی عالم قدس سے فائض ہونے کی وہ لیاقت رکہتا ہے اسمین روح اسکا وسیلہ ہے + اس امر کی فیضان مین وہ روح حیوانی اور جسم کے لئے بمنزلہ ایک روشندان (یا آئینہ) کے ہے جو آفتاب کی روشنی کسی چیز پر پہنچاتا ہے - یہہ تعلق اسکو اولاً روح حیوانی سے ہوتا ہے پہر [illegible] جسم [illegible] اس تعلق [illegible] جسم [illegible] ہے جیسے اگر کسی شخص کو کسی قوم کا اتالیق یا وکیل بنایا جاوے تو اسکو اس قوم کے حال وقال جاننے اور انکے کام آنے پڑتا ہے - اس تعلق کے ساتہہ بہی روح کی استقلال ذاتی مین فرق نہین آتا -

(۵) روح کی استقلال ذاتی کے یہہ معنے نہین کہ اسکو اپنی ذات یا ذاتی کمالات مین دوسری کی طرف حاجت نہین - وہ تو ایک مخلوق چیز ہے اس معنے کر استقلال اسمین کہان متصور ہے - وہ پہلے اپنے فیضان ذات اور وجود مین خالق قیوم عالم کی محتاج ہے پہر اپنے علوم و کمالات مین اس خالق کے اور ان اسباب کی (جو خالق نے اسکی کمال کے ذریعے بنائے ہین) محتاج ہے - بلکہ معنے اسکی یہہ ہین کہ وہ اپنے تحقق و تحصل مین کسی محل مین قیام و انضمام و حلول کے محتاج نہین - جیسے عرض اپنی تحقق مین محل کا محتاج ہوتا ہے - اس معنے کر استقلال کو اس تعلق و احتیاج سے منافات نہین ہے -

(۶) اسکی نسبت جو قرآن مین قل الروح من امر ربی ارشاد ہوا ہے و بنا بر علیہ امام غزالی نے اپنی کتب مین اسکو عالم خلق سے خارج کرکے عالم امر مین داخل کیا ہے تو اس سے یہہ مراد نہین کہ خدانے اسکو پیدا نہین کیا

وہ اپنے آپ ہو گئی ہے یا وہ خدا کی جنس ہے - بلکہ مراد اس سے یہہ ہے کہ وہ جسم نہیں ہے جو مقدار و انداز مین آسکتا ہے - چنانچہ امام غزالی نے رسالہ المضنون بہ علی غیر اہلہ مین اس مراد کو بتصریح بیان کیا ہے حیث قال فقیل لی ما معنے قل الروح من امر ربی و ما معنے عالم الامر و عالم الخلق فقلت کل ما یقع علیہ مساحۃ و تقدیر فہو عالم الاجسام و عوارضہا ویقال انہ من عالم الخلق والخلق ہہنا بمعنے التقدیر لا بمعنے الایجاد والاحداث ویقال خلق الشئ ای قدرہ قال الشاعر - وبعض القوم یخلق ثم یفری : ای یقدر الادیم ثم یقطع - وبالا کمیۃ لہ ولا تقدیر فیقال انہ امر ربانی وذلک للمضاہاۃ* التی ذکرناہا وکل ما ہو من ہذا الجنس من ارواح البشر وارواح الملائکۃ یقال انہ من عالم الامر فعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ عن الحس والخیال والجہۃ والمکان والتحیز وہی مالا تدخل تحت المساحۃ والتقدیر لانتفاء الکمیۃ عنہ فقیل لی ہذا یوہم ان الروح لیس مخلوقاً فہو قدیم قلت قد توہم ذلک جماعۃ وہو جہل بل نقول ان الروح غیر مخلوق علے انہ غیر مقدر بکمیۃ فانہ لا ینقسم ولا یتحیز ولا یتجزی ولاکنہ مخلوق بمعنے انہ حادث ولیس بقدیم [illegible] مقدمات کثیرۃ - الی الخلاف [illegible] خاصۃ البقال

(۷) اسکی نسبت جو قرآن مین ونفخت فیہ من روحی ارشاد ہوا ہے اس سے یہہ مراد نہین کہ روح خدا کا جزو ہے اور اسکا آدم مین پہونکنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے سانس کسے چیز مین پہونکتا ہے - بلکہ روحی کہنے سے یہہ مراد ہے کہ منجملہ مخلوقات الٰہی روح کو خدا سے ایسی خاص مناسبت اور صفت علم مین مشابہت†† ہے جو اور مخلوقات جسمانیہ کو نہین ہے - اسلئے خدا نے روح کو اپنی طرف منسوب کیا اور روحی (میرا روح) فرما دیا جیسے اپنے خاص بندونکو بخطاب عبدی (میرا بندہ) یاد فرمایا ہے باوجودیکہ بندہ ہونیکی نسبت ہر کسیکو حاصل ہے - اور نفخت ہتن (اوس مین نے پہونکنے) سے مراد فیضان اور یہی تعلق ہے جسکا ذکر ہو رہا ہے

* ہذہ المضاہاۃ مفسرۃ فی دفعہ ۷ -

†† مشابہت اور چیز ہے مماثلت اور ہے - وہر چند کسی چیز کو خدا سے مماثلت نہین ہے - چنانچہ آیہ لیس کمثلہ شئ کا منطوق ہے پر مشابہت بہت چیزون کو خدا سے حاصل ہے - مماثلت جمیع صفات و کمالات مین مشابہت کا نام ہے اور مشابہت فی الجملہ مناسبت بعض صفات سے گو انکی حقیقت و جبلیت مین تفاوت ہو ثابت ہو سکتی ہے مشابہت چنانچہ عربی مین مثل بفتح میم کہلاتی ہے اور خدا تعالی نے اپنے کو مخلوقات سے مشابہت ذکر کی ہے - فقال مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح الایہ حاشیہ

یہہ فیض ہی ایسا فیض نہین جیسے کوئی کسیکے دامن مین اشرفیان ڈالدیتا ہے۔ یا ایک برتن سے
دوسرے مین پانی اولٹا دیتا ہے بلکہ یہہ ایسا فیض ہے جیسے آفتاب کے شعاع سے زمین کو پہنچتا ہے
اور اسپر آفتاب افضت من نوری علے الارض (مینے اپنا نور زمین پر ڈالا) کہہ سکتا ہے۔ بعض لوگ اس
شعاع کے فیضان کی حقیقت یہہ سمجھتے ہین کہ شعاع جرم آفتاب سی جدا ہوکر زمین پر گرتی ہے مگر یہہ بھی
غلطی ہے۔ حقیقت مین شعاع آفتاب سی جدا نہین ہوتی بلکہ اسکے سبب سی ویسے ہی شعاع (اگرچہ
بدرجہا اس سے ضعیف ہے) زمین پر پیدا ہو جاتی ہے جیسے آئینہ دیکھنے والے کی خارجی صورت
کے سبب ویسے ہی صورت آئینہ مین پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس خارجی صورت سی کوئی چیز جدا
نہین ہوتی اسے قسم کا فیضان روح انسانی کا (جو ایک خصوصیت کے سبب روح آلہی سے تعبیر ہوئی
ہے) جسم آدم پر ہوا ہے جسکو اسکے ظل یا شعاع پڑنے سے تعبیر کرنا بھی بیجا نہین ہے۔ اسیکے
سبب جسم انسان مین روح کا خاصہ یعنے علم و ادراک پایا جاتا ہے وہ نہو تو جسم پھر وہی
خالی ہے +

(۸) روح باوجود اِن صفات و کمالات کے عین خدا یا خدا کی مثل نہین ہوسکتی اسلئے کہ وہ
اخص صفات خداوندی (جو خدا کے قیوم ہونے اور اپنی ذات سی موجود ہونے اور اپنے ماسوائے
کے موجد ہونے سے عبارت ہے) مین اسکے مشارک و مماثل نہین۔ یہہ صفتین خداوند عالم مین
پائی جاتی ہین اور روح مین مفقود ہین +

آب مین قلم کو اِس بیان سے روکتا ہون اِسلئے کہ اس مقام اور افہام عوام کو اس سے اجنبی

ﷺ آفتاب کی اس قول کو خدا کے قول (ونفخت فیہ من روحی) سی فقط فیضان مین تشبیہ ہی اور جس چیز کے
فیضان کا دونون قولون مین ذکر ہے اسمین دونون جگہہ فرق ہی جس چیز کے فیضان کا آفتاب کے
قول مین ذکر ہے (یعنے نور آفتاب) وہ آفتاب سے جدا نہین ہے) اسکے ذات سی قائم ہے
اور جس چیز کے فیضان کا قول آلہی مین ذکر ہے (یعنے روح) وہ خدا سے جدا اسکے ایک
مخلوق ہی جسکو ایک خصوصیت کے سبب خدا نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ حاشیہ

دیکھتا ہون - اور جسقدر مینے بیان کیا ہے اس سے گو روح اور اسکے جسم سے تعلق کی حقیقت کا تو کچھہ پتہ نہ لگا پر اس تعلق کے لوازم و آثار کا حال خوب منکشف ہوگیا - اور یہہ ثابت ہوا کہ روح کو جسم سے ایسا تعلق ہے جس سے وہ بدن کی اصلاح و تدبیر کرتی ہے اور اس تعلق کے سبب وہ حواس و آلات جسمانی کی محتاج ہوگئی ہے +

پھر جس روح کو اس تعلق کے ساتھہ ہی تجرد حاصل ہو جاتا ہے اسکو بلا واسطہ حواس بقدر اپنے تجرد کے علم اشیاء حاصل ہو جاتا ہے اسی طاقت کو ہمنے عنوان مقدمہ سادسہ مین بصفحہ ۲۴۷ - انسان کی ملکی طاقت سے تعبیر کیا ہے جیسے کہ اس محتاجانہ طاقت کو جسمین روح علوم مین حواس کی محتاج ہو جاتی ہے عنوان مقدمہ خامسہ مین بصفحہ ۲۲۶ - انسانی قوت کر تعبیر کیا ہے +

پھر جو روح اس تجرد مین درجہ کمال کو (جسکی حد متفاوت و مشکک امر ہے) پہنچ جاتی ہے تو وہ بحالت مزاحمت حواس وغیرہ لوازم جسمانیہ و تدبیر و تصرف جسم کے اپنی اس ذاتی طاقت سے کام لے سکتی ہے اور بحالت بیداری اس علم الٰہی کا محل انعکاس ہو سکتی ہے - اور جو اس تجرد مین قاصر اور ناتکمل ہوتی ہے وہ بحالت مزاحمۃ حواس کچھہ کر نہین سکتی فقط تعطل و سکون حواس مین اس طاقت سے کام لے سکتی ہے اور خواب مین محل انعکاس علم آلہی ہو سکتی ہے +

سچی خوابون کے باب مین لمی استدلال یہی ہے جسکا وعدہ بیان نمبر ۲ صفحہ ۲۸۴ مین ہمنے کیا ہے امام غزالی نے اس باب مین عجب تقریر کی ہے جو ہمارے بیان کی مؤید و مصدق ہے - آپ رسالہ مضنون بہ علی اہلہ مین فرماتے ہین - امر پنجم (منجملہ امور عشرہ مندرجہ خاتمہ رسالہ) سچے خوابون کے سبب کی بیان مین ہے (وہ یہہ ہے) کہ جب خواب مین حواس (آنکہہ کان ناک وغیرہ) بیکار ہو جاتے ہین تو روح (جو حواس کی بتائی باتون کے فکر مین لگی رہتی ہے) کچھہ فراغت پاتی ہے اور روحانیات سے (جنمین موجودات عالم الغیب موجود ہین) اور انکو شرع مین لوح سے تعبیر کرتے ہین

الخامس فی سبب الرؤیا الصالحۃ - اذا رکدت الحواس بقیت النفس فارغۃ عن شغل الحواس لانہا لا تزال مشغولۃ بالتفکر فیما تورد الحواس علیہا فاذا وجدت فرصۃ للفراغ وارتفع عنہا

باقی آئندہ

حصہ دوم

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

تعبدی امر سمجہا تہا کہ باوجود اس خیال کے کہ اسکی علت مشروعیت اوٹہہ چکی ہے اسکو ترک نکیا۔ اور اسبات میں بہی مجہے آگاہ کریں کہ اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ کی اس فقرہ کو ثم خشی انیکون لہ سبب آخر جس سے حضرت عمر کا رمل کو ترک نکرنا صاف ثابت ہوتا ہے کس غرض سے دیدہ و دانستہ حذف کردیا۔

اسی قسم کی ایک اور بات ہے جو آپنے ہمارے بیان کے برخلاف کہی ہے کہ "حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رمل کو سنت جاننا غلطی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباس آنحضرت کے ہر فعل کو سنت یا دین نہین سمجہتے تہے" جس سے مقصود آپکا یہہ ہے کہ رمل ایک دنیوی امر ہے۔ دین مین داخل نہین۔ اسمین غلطی یہہ ہے کہ آپنے دین اور سنت کو ایک [illegible] اور ابن عباس [illegible] اسکا دین نہونا خیال کرلیا۔ اور درحقیقت دین سنت سے عام ہے۔ جسمین امر مندوب یعنے مستحب غیر موکد بہی شامل ہے۔ اور سنت خاص وہ فعل ہے جسمین تاکید پائی جاتی ہے اور حضرت ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے کا مطلب چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہے فقط یہی ہے کہ یہہ امر لازمی و تاکیدی اور امر مقصود لذاتہ نہین ہے کہ ہر سال لوگون کو اسکے کرنے کی تاکید ہو اور اس فعل کا انسے مطالبہ ہو۔ ایسی تاکید و طلب تہی تو اسے سال تہی جسمین مشرکین کے خیال کی تغلیط منظور تہی۔ امام نووی کہتے ہین۔ یہہ بات کہ وہ

قولہ کذبوا فی قولہم انہ سنۃ مقصودۃ متاکدۃ لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم یجعلہا مطلوبۃ دائما علی تکرر السنین و انما امر تلک السنۃ لاظہار القوۃ عند الکفار۔ وقد زال ذلک المعنی۔ وہذا الذی قالہ من کون الرمل لیس سنۃ مقصودۃ ہو مذہبہ وخالفہ جمیع العلماء من الصحابۃ و التابعین و اتباعہم۔

اس قسم کی سنت نہین فقط ابن عباس کا خیال ہے۔ انکے سواے اور سب اصحاب و تابعین و تبع تابعین کے نزدیک وہ ایسی ہی موکدہ سنت ہے۔ ابن عباس کی کلام کا یہہ مطلب ہمنے اِسلئے قرار دیا ہے کہ خود انہی حضرت سے اس رمل کو سنت کہنا ہی اسی کتاب ابوداؤد مین (جس سے آپنے انکا سنت نکہنا نقل کیا) نیز مروی ہے۔ پس انکے دونون قولون (نفی و اثبات) مین تطبیق و توفیق کی یہی صورت ہے۔ کہ جہان آپنے اسکی سنت ہونے کی نفی کی ہے۔ وہان سنت سے آپکی مراد سنت موکدہ و مطلوبہ مقصودہ ہے اور جہان خود اسکو سنت کہا ہے وہان سنت سے مراد سنت غیر موکدہ اور طریقہ اسلامیہ ہے۔

ہمارے دوست نے اس کتاب کے دوسرے صفحہ مین یہہ قول ابن عباس کا ملاحظہ فرمایا اور نہ سنت اور دین کی باہمی نسبت عموم و خصوص کو لحاظ فرمایا۔ اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے کی انکا دین سے خارج اور منجملہ دنیوی مصالح کے ہونا سمجھہ لیا۔ ہم امید کرتے ہین کہ اب ہمارے شفیق ان باتون کو بھی خیال مین لاوینگے اور اس غلطی کی بھی اصلاح فرماوینگے۔ یا جو ہمسے اس بیان مین غلطی ہوئی ہو۔ اسپر ہمکو مطلع کرینگے۔

دوسری مثال - حضور مساجد و جماعت کی متعلق آنحضرت کا یہہ حکم تھا۔ کہ اگر عورتین جماعت کے لئے مسجدون مین جانا چاہین تو انکو منع نکرو۔ اور اگر وہ گہر مین نماز پڑہین تو انکے حق مین بہتر ہے۔ اس حکم مین جو عورتون کو مسجد جانے کی اجازت اور مردون کو روکنے سے ممانعت

> عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا استاذنت احدکم امرئتہ الے المسجد فلا یمنعہا۔ رواہ مسلم وفی روایۃ ابی داؤد وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتمنعوا النساء کم المساجد وبیوتہن خیر لہن۔

پائی جاتی ہے کبار داد علماء امن وصلاحیت موجودہ زمانہ حضرت رسالت کی سبب سے ہے۔ اور وہ امن اسکی علت ہے۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ یہہ علت زمانہ صحابہ مین اوٹھہ گئی تہی

اور عورتون کی صلاحیت جاتی رہی - انہون نے زینتون کا اظہار شروع کردیا - اور فتنہ و فساد پہیل گیا تہا - پہر اس حکم کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹہایا - اور عورتونکو مسجدون مین جانیسے نہ روکا - اور اگر احیاناً کسے نے اپنی عقل سے روکنا چاہا تو اس سے سختی و ملامت سے معاملہ کیا - حضرت عائشہ صدیقہ نے باوجود مشاہدہ حال فساد

> عن عائشة تقول لو ان رسول الله صلے الله علیه وسلم رای ما احدثت النساء لمنعهن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل - رواہ مسلم صـ ۱۸۳

عورتون کے اور پسند کرنے انکی بندش کے یہی فرمایا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے اور عورتونکی یہہ باتین جو انہون نے پیچہے نکالی ہین ملاحظہ فرماتے تو ضرور انکو مسجدون سے روک دیتے - اور اس حکم کو بخیال ارتفاع علت اوٹہا دیتے

> افادت ان الحکم بتبدیل السنة عنه زوال العلة مخصوص بالنبی صلے الله علیه وسلم وانه فی معنے النسخ فلا یقدم علیه احد غیرہ - امتنعت رضـ عن ان تمنع النساء بنفسها بزوال علة الاذن الی المساجد - اور اسات اللبیب صـ ۵۹ و ۶۳)

ہمارا منصب نہین کہ اس حکم کو اوٹہا دین اور اپنے خیال کو پورا کرین - ایکین آپکا صاف یہہ ارشاد ہے کہ حکم کا بدل دینا علت کی اوٹہ جانیسے ایسا بہاری کام ہے کہ آنحضرت ہی سے مخصوص ہے حضرت عبداللہ بن عمر کے لڑکے بلال نامی نے اس خیال سے کہ اب اس حکم کی علت اوٹہ چکی ہے اور عورتون

> عن ابن عمر قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لا تمنعوا النساء کم المساجد اذا استاذنکم فقال بلال بن عبد الله والله لنمنعهن قال فاقبل عبد الله فسبه سباً سیاً ماسمعته منه قط قال اخبرک عن رسول الله

مین فتنہ پہیل گیا ہے عورتون کو منع کرنا چاہا اور باپ سے کہا کہ اگر ہم منع نکرینگے تو وہ مسجدون مین جانے کو ایک ذریعہ فساد بنالینگی حضرت عبداللہ بن عمر نے اس کہنے پہ انکو بہت برا کہا - پہر کہا

صلے اللہ علیہ وسلم والقول لنمنعہن وفی روایتہ قال ابن لعبد اللہ لا ندعہن یتخذنہ دغلاً قال فزبرہ - وفی روایتہ فضرب فی صدرہ اخرج ہذہ الروایات مسلم فی صحیحہ صفحہ ۱۸۱ وفی روایتہ احمد ذکرہا صاحب المشکوہ فما کلمہ عبد اللہ حتی مات

دلیسا نہ کہا تہا اور مار پیٹ بہی کی اور اس سے بات چیت کرنے چہوڑ دی یہانتک کہ اس دنیا سے رحلت کی عموماً اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین و اخلاق پر نظر کرنیسے - اور خصوصاً حضرت عبد اللہ بن عمر کی بہیہ متبع سنت ہونے کی خیال سے یقین کیا جاتا ہے کہ یہہ سختی اور تمام عمر کی ترک کلامی حضرت عبد اللہ بن عمر کی فقط اس ایک فرعی بات پر نہ تہی بلکہ اس فرع کی اصل پر یعنے رفع حکم بارتفاع علتہ) پر تہی جس سے ہزار ہا احکام شرعی کی بیخکنی ہوتی تہی - اور حرمت شراب زنا وغیرہ اشیا کے اُٹہی جانے کا اندیشہ تہا -

اس قسم کی مثالین اور بہت ہین - پر اسقدر مین انہین دو مثالون کے بیان پر اکتفا کیا گیا جنسے صاف ثابت ہو گیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علت کے اوٹہ جانیسے حکم کو نہ اُٹہاتے اور اس امر کو خاص شارع ہی کا منصب سمجہتے -

ہان بعضے احکام ایسے بہی ہین جو بارتفاع علت مرتفع ہو سکتے ہین ولیکن وہ احکام وہ ہین جنکی علتین شارع کے بیان سے مناط و مدار معلوم ہوتے ہین - یعنے شارع کے قول یا فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ جہان ان احکام کی علتین نہ پائی جاوین وہان ان احکام کا پایا جانا مقصود شارع نہین ہے - ایسے احکام کا ارتفاع بوقت ارتفاع علت خود شارع کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہے اسلئے وہ ہمارے انکار ونزاع کا محل نہین ہے اسی نظر سے جہان ہمنے اس ارتفاع سے انکار کیا ہے وہان علت کو اس قید سے (کہ اسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو) مقید کر دیا ہے - چنانچہ نمبر سابق مین بصفحہ ۳۱۰ یہہ قید موجود ہے - اور حکم لباس

فاخرہ جسمین نزاع ہے اس قسم سے نہین ہے کہ شارع نے اسکی علت کو مناط ٹہرایا ہو۔ اور اسکی ارتفاع سے ارتفاع حکم تجویز کردیا ہو۔

اس حاشیہ مین اگرچہ کسیقدر طول ہوگیا ہے مگر بیان اسرار علل و احکام کیلئے بمنزلہ ایک قانون کے بن گیا ہے اور اسمین بعض دفعات آئندہ مضمون مخاطب کا جواب بہی آگیا ہے۔ اور مسئلہ ازار مین ان شبہات نیچریہ کا (کہ یہہ حکم تکبر سے معلول و مخصوص ہے تو مسکینون کے ازار کو کیون شامل ہوا اور اگر تکبر سے مخصوص نہین ہے تو صدیق اکبر کے ازار کو اس سے کیون مستثنی کیا) جواب بہی اسمین ادا ہوا۔ آئندہ توفیق فہم منجانب خدا ہے۔

رجوع بمتن

و از انجملہ الوکہہ اور عمدہ قسم کا کپڑا۔ جیسے ریشمین [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ریشمین کپڑا دنیامین پہنیگا وہ قیامت مین نہ پہنیگا ۔	ومنہا الجنس المستغرب الناعم من الشب قال صلے اللہ علیہ وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ یوم القیمۃ —

مترجم کہتا ہے یہہ حدیث صحیحین مین مروی ہے چنانچہ اسکی تخریج رسالہ نمبر ۸ مین بصفحہ ۲۵ بضمن احکام سنت ہوچکی ہے۔

اس لباس کے حرام ہونے کی علت اور سبب بہی وہی فخر و تکبر ہے جو اس لباس کیلئے لازم ہے۔ اور جو لوگ یہہ لباس بہ نیت تکبر نہین پہنتے انکے حقمین اس لباس کے حرام ہونے وہ وجوہات اربعہ ہین جو مسکینون کے دراز ازار کی نسبت نمبر سابق مین بصفحہ ۳۲۸ بیان ہوچکے ہین۔ شاید یہان کوئی اعتراض کرے کہ ریشمین کپڑے سے بڑہکر عمدہ اور الوکہے۔ بانات۔ مرینہ۔ پشمینہ۔ اور السی کے کپڑے استعمال کئے جاتے ہین اونکے پہننے مین فخر و تکبر ریشمین لباس کے فخر سے کچہہ کم نہین ہوسکتا ہے۔ پہر شرع مین ان کپڑون کا پہننا کیون حرام نہوا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ فخر و تکبر سے جس قسم کا لباس پہنا جاوے

(سوتی یا اونی کیون نہو) شرع مین حرام ہے - اور سوائے ریشمین کے جو عمدہ قسم لباس
شرع مین مباح ہے وہ بشرط عدم تکبر و تفاخر مباح ہے یہہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے عموماً تکبر و تفاخر کو حرام کرنے سے بہی جتا دی ہے اور خاص لباس کے باب مین
بہی اسپر تصریح کی ہے - ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جسکی دل مین

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ
من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال
رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا
ونعلہ حسنا قال ان اللہ جمیل یحب الجمال
الکبر بطر الحق وغمط الناس رواہ مسلم -

ایک ذرہ تکبر ہوگا وہ بہشت مین نہ جاویگا
- اسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ آدمی
چاہتا ہے میرا لباس عمدہ ہو - میرا
جوتا خوبصورت ہو - (یعنے یہہ کیا یہی
عمدہ لباس پہننے والے دوزخ مین جاوینگے؟)

آنحضرت [illegible]
تکبر یہہ ہے کہ حق کے سامنے اتراوین - اور لوگون کو نگاہ مین نہ لاوین - (یعنے عمدہ
لباس مشروع بہ نیت افتخار و بنظر لوگون کے حقارت کے پہننے تو تکبر مین داخل ہے نہین تو نہین)
ہان - اس لباس مین اور ریشمین مین اتنا فرق ہے کہ ریشمین بہر حال حرام ہے -
اور اوسمین بجز اون لوگون کے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ کیا ہے کسی شخص کی
نسبت یہہ تجویز ممکن نہین ہے کہ اسکے دل مین تکبر نہین اسلئے اسکے حقمین وہ حرام نہین
اور اس لباس مشروع مین یہہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی اسکو بہ نیت تفاخر و احتقار خلائق
پہننے تو اسکے حقمین حرام ہے اور اگر کوئی بارادہ اظہار نعمت الٰہی و ادائے شکر خداوندی
پہننے تو اسکے حقمین ثواب و عبادت ہے چنانچہ حدیث[*] مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نعمت
کا اثر اپنے بندہ پر دکھائی دیتا خوش لگتا ہے - اور اگر کوئی محض بارادہ حظ نفس و زیب
پہننے تو اسکے حقمین مباح ہے - اب اگر کوئی اسپر اعتراض کرے کہ اسمین اوسمین
یہہ تفرقہ کیون ہوا - وہ ریشمین بہر حال حرام اور یہہ عمدہ سوتی و اونی اس تفصیل سے

[*] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علے عبدہ - رواہ الترمذی -

مباح و ثواب و حرام کیون ٹہرایا گیا - تو اسکا جواب بہ تفصیل ذیل ہے اگر معترض مدعی
اسلام ہے (جیسے نیچری مسلمان کہلا کر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - اور اسلام کو
زبان سے حق مانکر اسکی تعلمات کو عقل کی کہسوٹی پر لگاتے ہین پہر جس امر کو موافق عقل
نہین پاتے اسکو دین سے مٹاتے ہین) تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ہم نمبر ہفتم مین بصفحہ ۱۹۱
ثابت کر چکے ہین کہ جیسے ہزارہا احکام اسلام کی وجوہات عقلیہ ہمکو معلوم ہین ویسی ہی صدہا
احکام کی وجوہات نامعلوم - پہر اسے نمبر مین بصفحہ ۱۹۴ ثابت کر چکے ہین کہ ایسے امور نامعلوم
الوجہ کا بے سوچے بے سمجھے مان لینا بحکم عقل ناجایز نہین ہے - اور نمبر ہشتم مین بصفحہ ۲۲۵
ثابت کر چکے ہین کہ محال و مجہول الکنہ امر مین فرق ہے - گو وجود محال ناممکن اور اسکا تسلیم
کرنا ناجایز ہے - پر وجود امر مجہول الکنہ ممکن ہے اور اسکا تسلیم کرنا جایز ہے - اور نمبر پنجم
مین بصفحہ ۱۳۳ مین ثابت کر چکے ہین کہ موجودات عالم مین ایسی چیزین بہی ہین جنمین ایسے
خواص پائے جاتے ہین جو عقل و فکر مین نہین آتے بنا بران [illegible]
تفرقہ کی وجہ عقلی ہم کوئی نہین پاتے پہر اس امر مجہول الکنہ کو بتقلید حکم روحانی طبیب اخلاقی
دایمائی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (جو خواص افعال و اشیا متعلق عالم اسکے بخوبی واقف ہین
جیسے بقراط و سقراط خواص ادویہ سے) تسلیم کرتے ہین - اور یقینا جانتے ہین کہ ریشمین
لباس مین ایسی خصوصیت و خاصیت ہے جسکے سبب وہ اس تفصیل کا جو مشروع لباس
مین ذکر کی گئی ہے محل نہین ہو سکتا - اس خاصیت کی نظیر خاصیت افیون ہے جو اسکے
ہمجنس مرکبات آبی و خاکی مین پائے نہین جاتے -

پس جیسی تسلیم خاصیت افیون باوجود اسکے مجہول الکنہ ہونے کے بتقلید اطبا واجب ہے
اور اس سے انکار سبب ہلاکت ویسی ہی تسلیم خاصیت ریشمین لباس باوجود اسکے مجہول الکنہ
ہونے کے واجب ہے اور اس سے انکار موجب کفر و ہلاکت - بلکہ جو مسلمان کہلا کر
تعلیمات اسلام پر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - اور اون اعتراض کے سبب تعلیمات

الٰہی بخش

اسلام سے (جو انکی عقل مین نہین آتین) انکاری ہوجاتے ہین وہ درحقیقت مسلمان نہین
ہین - انکا مسلمان کہلانا برلئے نام ہے - اور درپردہ وہ درپے ابطال اسلام ہین -
وہ لباس اسلام مین رہکر مسلمانون کو دین اسلام سے ہٹانا چاہتے ہین - اور یہود یونکی
چال چل رہے ہین جسکا ذکر قرآن مین ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت نے آپسمین

وقالت طائفۃ من اہل الکتاب امنوا بالذی انزل علے الذین امنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلہم یرجعون - (بقرہ ع ۸)

کہا - مسلمانون کی کتاب پر شروع دن مین ایمان لاؤ اخیر کو منکر ہوجاؤ اسمین اور مسلمان بہی دین سے پہر جاوینگے (یعنے وہ یہہ خیال کرینگے کہ
ان لوگون نے اہل کتاب طالب حق ہو کر اس دین کو تب ہی چہوڑا ہے جبکہ اسمین
[illegible]
مین بصفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶ - اس مضمون کے آیات واحادیث منقول ہوچکی ہین - اور
نمبر پنجم مین بصفحہ ۱۳۳ - امام غزالی سے یہہ بات منقول ہوچکی ہے کہ جو نبوت کا زبان
سے اقرار کرے اور احکام شریعت کو عقل کی تابع کرے وہ درحقیقت
کافر ہے -

اور اگر معترض مدعی اسلام نہین ہے اور نبوت محمدیہ کا معترف نہین تو اسکے
مقابلہ مین ہم اس فرعی بات کے جواب کے درپے نہونگے بلکہ پہلے نبوت محمدیہ
کا اثبات کرینگے جب وہ نبوت محمدیہ کا معترف ہوجائیگا تو یہی جواب (جو معترض
مدعی اسلام کو دیا گیا ہے) اسکے سامنے پیش کرینگے - ایسا شخص ہمارے بحث اثبات
نبوت کی اختتام کا انتظار کرے اور قبل انفصال اصول فروعات کے جہگڑے مین نہ پڑے -

سوال اس پہیر کا مال یہی ٹہرا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ فرمایا ہمنے بے سوچے بن سمجہے
مان لیا - یہہ امر جواب مین کافی تہا تو پہلے ہی سے اسکو کیون اختیار نہ کیا -